نوشین قمر*

ماحولیاتی تنقید: اردو ادب، مضامین/مقالات/کتب

Ecocriticism: Essays, Articles, and Books in Urdu Literature

Abstract:

Ecocriticism has evolved as a global literary theory during the last three decades. The whole world is currently facing an environmental disaster bred by anthropocentrism—a worldview which accrues central place to humans, their rationality, and desires and which has made for not just exemplary scientific-technological advancement but got deeply embedded in the discursive spaces. Nature has been terribly objectified and eventually mutilated. 'What kind of role literature can play in subverting on one side the anthropocentric worldview and on other making people realise the environmental disasters?' is the central question of this theory. Ecologically oriented literature asks for a better understanding of both outside and human natures. This article illustrates the differences between naturalism, landscaping, and ecocriticism along with reassessing the corpus of Urdu writings about this school of criticism.

Keywords: Ecocriticism, Literature, Naturalism, Anthropocentrism, Environmental Disasters, Depiction of Nature, Urdu, Poetry, Short Stories.

نئے تنقیدی نظریات میں ایک اہم نظریہ ماحولیاتی تنقید(Ecocriticism) ہے۔ مغربی ادب میں اس کا باقاعدہ آغاز گزشتہ صدی کی آٹھویں دہائی کے بعد دیکھنے کو ملتا ہے۔ وہاں اسے جگہ بنانے اور خود کو منوانے میں کافی وقت لگا۔ ماحولیاتی نقاد نوے کی دہائی کے بعد ہی باقاعدہ طور پر اسے سمجھانے اور ادب میں برتنے کے قابل ہو سکے۔ اس نظریے کی ضمن میں لکھی گئی اردو تحریروں کے جائزے سے پہلے، فطرت نگاری اور منظر نگاری کی تعریف و وضاحت ضروری ہے۔ اکثر لوگ ماحولیاتی تنقید اور فطرت نگاری کے درمیان فرق و امتیاز نہیں کرتے۔ اس سے نہ صرف خلطِ مبحث پیدا ہوتا ہے بلکہ ماحولیاتی تنقید کا اختصاص بھی

واضح نہیں ہو پاتا۔

فطرت نگاری، منظر نگاری:

اردو نثر کی ابتدائی تحریروں میں فطرت کو قدرت کے معنوں میں لیا جاتا تھا۔ مثلاً سرسید (۱۸۱۷ء-۱۸۹۸ء) کے ہاں زمین و آسماں کو بھی فطرت میں شمار کیا گیا ہے اور اسے انسانی فطرت یعنی جبلت سے بھی منسوب کیا گیا ہے۔ خارجی و داخلی حوالوں سے بھی فطرت کی تعریف کی گئی: خارجی مظاہر فطرت اور داخلی انسانی طبیعت و خاصیت۔ منظر نگاری کو نظری مناظر سے جوڑا جاتا اور اسے نیچر کی شاعری کا نام دیا گیا۔ تحریروں میں فطرت کا ذکر کسی نہ کسی شکل میں ہونا منظر نگاری میں شمار کیا جاتا رہا ہے[۱]۔ ناہید قاسمی نے ان کے درمیان فرق کو اس طرح واضح کیا ہے:

> منظر نگاری کا مطلب ہے سامنے نظر آنے والے کسی بھی طرح کے مناظر و مظاہر و اشیا کی عکاسی کرنا، جب کہ فطرت نگاری سے مراد ہے نظر آنے والے اصلی اور قدرتی مظاہر و اشیائے فطرت کے ساتھ ساتھ مخفی و اصلی کیفیات مظاہر و اشیائے قدرت کو بھی بیان کرنا شامل ہے[۲]۔

اردو ادب میں ان اصطلاحات کا استعمال انیسویں صدی میں دیکھنے کو ملتا ہے، جب انجمن پنجاب کی تحریک سامنے آئی اور اس کے تحت موضوعاتی مشاعرے منعقد کروائے گئے۔ اس مناسبت سے جو وضاحتیں سامنے آئیں ان میں سرسید نیچر کو حقائق موجودات یا اصولِ نظامِ کائنات کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔ یعنی نیچر سے مراد ایک تو خارجی کائنات اور اس کے قوانین ہیں اور دوسرے انسانی زندگی اور اس کے ضابطے ہیں[۳]۔ حالی نیچرل شاعری سے مراد اس نظم کو لیتے ہیں جو بہ قول ان کے عادت یا فطرت کے موافق ہو[۴]۔ مزید برآں انھوں نے شعر کہنے کے لیے مطالعہ کائنات، مطالعۂ فطرتِ انسانی اور مشاہدے پر زور دیا۔[۵] نیچرل شاعری کی اصطلاح کے رائج ہونے کے بعد اردو ابتدائی شاعری میں فطری مناظر کو پیش کرنے والے اشعار کو فطرت نگاری کی ذیل میں شمار کیا گیا۔ شاعری میں کسی شے کا فطری بیان اسے نیچر سے قریب تر کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ نیچرل شاعری کے رجحان کے نتیجے میں اردو نظموں میں فطرت کی منظر کشی کی گئی لیکن فطرت کو درپیش مسائل کو توجہ طلب نہیں سمجھا گیا تھا۔ مسائل فطرت کا بیان ہم ماحولیاتی ادبی تنقید میں دیکھتے ہیں۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ فطرت نگاری یا منظر نگاری میں فطرت کا بیان اس کے پس منظر کے طور پر کیا جاتا تھا یا پھر سامنے نظر آنے والے کسی مظہر کے طور پر۔ اس کا اپنا ایک الگ مقام کیا ہے یا اس کی ایک منفرد پہچان کیا ہے اس جانب توجہ نہیں دی گئی تھی یا اس رخ کو نظر انداز کیا جاتا رہا۔ ماحولیاتی ادبی تنقید اس کے ایک الگ وجود اور اس کی شناخت کو نہ صرف مانتی ہے بلکہ اس کے بیان پر بھی زور دیتی ہے۔

ان مختصر وضاحتوں کے بعد ہم ماحولیاتی ادبی تنقید پر روشنی ڈالیں گے کہ ماحولیاتی ادبی تنقید ہے کیا؟ اسے ادب میں کیسے

جگہ ملی اور اس نے ادب میں کس طرح کے مطالعات میں اضافہ کیا ذیل میں اس نظریے / تحریک کا جائزہ لیا جائے گا۔

ماحولیاتی ادبی تنقید: تعریف ووضاحت

انیسویں صدی کے وسط میں ایکالوجی کی اصطلاح سامنے آئی۔ اس اصطلاح کے ضمن میں جرمن ماہرِ حیاتیات ارنسٹ ہیکل (Ernst Haeckel، ۱۸۳۴ء-۱۹۱۹ء) کا نام لیا جاتا ہے[۶]۔ انھوں نے پہلی مرتبہ ۱۸۶۹ء میں اس اصطلاح کا استعمال کیا۔ بعد کے آنے والے ماہرین نے انھیں اپنے اپنے طور سے سمجھا، جانا اور اسے بیان کیا۔ جیسے فریڈرک (Frederick، ۱۸۱۸ء-۱۸۹۵ء) نے ایکالوجی کو ایک علاقے کی سائنس قرار دیا۔ چارلس ایلٹن (Charles Elton، ۱۹۰۰ء-۱۹۹۱ء) نے ۱۹۲۷ء میں اسے سائنسی فطرت کی تاریخ قرار دیا۔ اسی طرح ایلی (Allee) نے ایکالوجی کو ۱۹۴۹ء میں واضح اور وسیع معنوں میں استعمال کیا۔ اس کے نزدیک یہ وہ سائنس ہے جو جانداروں کے ماحول سے اندرونی تعلق بیان کرتی ہے[۷]۔ قومی انگریزی اردو لغت میں ایکالوجی کی تعریف کچھ ان الفاظ میں کی گئی ہے:

> حیاتیات کی ایک شاخ جس میں اجسام نامی اور ان کے ذی روح اور غیر ذی روح مجموعی ماحول کے مابین روابط کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ عمرانیات کی شاخ جس کا تعلق انسانی آبادیوں، ان کے ماحول، مکانی تقسیم اور ان سے جنم لینے والے ثقافتی نمونوں سے ہے[۸]۔

ڈکشنری آف سائنس کے مطابق ایکالوجی علم فعلیات کی وہ شاخ ہے جس میں پودوں پر ماحول کے اثرات کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ایک پودے یا جانور کی روزمرہ زندگی کے کیا کام ہیں۔ وہ اپنے اردگرد کے قدرتی حالات یا ماحول سے کیا اثر قبول کرتا ہے اور اس سے کیا تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں[۹]۔

این۔ ایس سبراہ منیم (N.S Subrahmanyam) لکھتے ہیں کہ ایکالوجی میں زندہ جانداروں کا ماحول کے ساتھ تعلق اور اس کا سامنا کرنے کے طریقوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے[۱۰]۔ ایکالوجی کی اصطلاح جب ادبی تنقید میں استعمال ہوئی تو یہ ایکو کرٹی سزم (Ecocriticism) کہلائی۔ اردو میں اس کا ترجمہ ماحولیاتی ادبی تنقید کے نام سے کیا گیا ہے۔ ایکو کرٹی سزم کی اصطلاح دو لاطینی الفاظ oikos اور kritis سے مل کر وجود میں آئی[۱۱]۔ مغربی ماحولیاتی ادبی تنقید نے انسان اور فطرت کے باہمی تعلق کو ادب میں تلاش کیا۔ ماحولیاتی ادبی تنقید کی اصطلاح باقاعدہ طور پر ۱۹۷۸ء میں ولیم رکریٹ (William Rueckert، پ ۱۹۲۶ء) نے اپنے مقالے ''ادب اور ماحولیات: ماحولیاتی تنقید ایک تجربہ'' میں استعمال کی۔ اس کا فروغ ۱۹۹۰ء میں امریکا میں ہوا۔ خاص طور پر جب ۱۹۹۲ء میں ادب اور ماحول کے مطالعے کے لیے باقاعدہ ایک ایسوسی ایشن بنائی گئی جو ASLE کے نام سے اپنی خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ اس ایسوسی ایشن میں یورپ اور ایشیا کے ادیبوں کو شامل کیا گیا ہے[۱۲]۔

ابتدائی طور پر اس نظریے کو فروغ دینے والوں میں شیرل گلاٹ فیلٹی (Cheryll Glotfelty۔ پ۱۹۵۸ء) کا نام آتا ہے جنھیں پہلی امریکی ماحولیاتی نقاد بھی مانا جاتا ہے۔ شیرل گلاٹ فیلٹی کے مطابق "ماحولیاتی ادبی تنقید ماحول اور ادب کے رشتے کے مطالعے کا نام ہے۔ جس طرح تانیثی مطالعات نے ادب کا مطالعہ صنفی افتراقات کی بنیاد پر کیا اور مارکسی تنقید نے طبقاتی تفریق سے ادب کو جانچا اسی طرح ماحولیاتی ادبی تنقید ارض مرکزی مطالعات پر مبنی ہے۔ اس حوالے سے ادب، ثقافت اور ماحول کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ ماحولیاتی ادبی تنقید کے حوالے سے ڈریک گلیڈوِن (Derek Gladwin) نے اپنے مقالے "ایکو کرٹی سزم" میں لکھا ہے: "ماحولیاتی تنقید ادبی و ثقافتی محققین کے لیے ادب، ثقافت اور طبیعی ماحول کے درمیان عالمی ماحولیاتی بحران کی تحقیق کرنے کا ایک وسیع ذریعہ / طریقہ ہے"[۱۴]۔"

کیرن رابر (Karen Raber۔ پ۱۹۶۱ء) ماحولیاتی ادبی تنقید کے حوالے سے ادب، ثقافت اور ماحول کو ایک ساتھ لے کر چلنے کے حق میں ہیں۔ اس حوالے سے انھوں نے جو تعریف بیان کی ہے اس کے مطابق "ماحولیاتی ادبی تنقید ادب، ثقافت اور قدرتی ماحول کے درمیان تعلق کے مطالعے کا نام ہے[۱۵]"۔ اس نظریے کے حوالے سے ناصر عباس نیّر (پ:۱۹۶۵ء) لکھتے ہیں کہ:

> ماحولیاتی تنقید ادب اور طبیعی ماحول کے ان رشتوں کا مطالعہ کرتی ہے، جن کا اظہار قدیم، کلاسیکی، جدید اور مابعد جدید ادب میں ہوا ہے اور ان امکانات کی طرف ہمیں متوجہ کرتی ہے کہ ادب کس طور طبیعی ماحول کی بقا و حفاظت میں اپنا کردار ادا کر سکتا ہے[۱۶]۔

ماحولیاتی ادبی تنقید اپنی معاصر تحریکات سے ہر لحاظ سے مختلف ہے، جن کا موضوع فرد اور سماج ہے۔ ماحولیاتی تنقید کا سب سے بڑا محرک فطرت کو لاحق خطرات ہیں۔ قاسم یعقوب (پ: ۱۹۷۹ء) کے مطابق اس نظریے کی ذیل میں صرف ادب اور ماحول کا تعلق ہی نہیں بیان کیا جاتا بلکہ ان چیزوں کو بھی مد نظر رکھا جاتا ہے جو انسان نے فطرت کے ساتھ منسلک کر رکھی ہیں۔ اس مطالعے کے تحت ادب میں جن دو سوالوں کو بطورِ خاص مد نظر رکھا جاتا ہے، ان میں پہلا سوال یہ ہے کہ انسان نے کس طرح ماحول کو نقصان پہنچایا ہے اور دوسرا یہ کہ ماحول کن وجوہات کی بنا پر انسان کے لیے ساز گار نہیں رہا ہے[۱۷]۔ انسان اور ماحول جنھیں ماہرین ماحولیات ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم کی حیثیت دیتے ہیں، کیوں اپنا کردار ادا کرنے سے قاصر دکھائی دے رہے ہیں۔ انسان نے اپنے ارد گرد کے ماحول کو تسخیر کرنے کے سبب تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے۔ ڈاکٹر اورنگزیب نیازی ماحولیاتی ادبی تنقید کے نظریے کی ادب میں موجودگی کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

> ماحولیاتی تنقید ماحولیاتی تصورات کا اطلاق ادب پر کرتی ہے۔ یہ انسانی ثقافت اور فطرت کے مابین رشتوں کے اس نظام کا مطالعہ کرتی ہے جو کسی ایک کی برتری یا اجارہ داری کے بجائے برابری اور باہمی احترام کے اصول پر قائم ہوتا ہے[۱۸]۔

یہی چیز اس نظریے کے حامی ادب میں تلاش کرنا چاہتے ہیں جس میں کسی کی اجارہ داری نہ ہو۔ جہاں اس پورے قدرتی

نظام اور اس سے جڑی ہر شے کو برابری کی سطح پر نہ صرف دیکھا جائے بلکہ اس کی اہمیت کو بھی مانا جائے۔ یہ پورا نظام ایک زنجیر کی مانند ہے۔ماحولیاتی تنقید ادب میں موجود فضا، ماحول، مناظر فطرت، ثقافت، رہن سہن کے طور طریقوں، مقامیت اور دیہی ماحول کی عکاسی کو بیان کرنے کے طریقے پر غور کرتی ہے۔ ماحولیاتی ادبی تنقید کی ترجیحات میں دیسی اور مقامی خصوصیات کو ادب میں تلاش کرنا، ان کو درپیش خطرات کی نشان دہی کرنا اور ان کے حل کی تجاویز پیش کرنا شامل ہے۔

مندرجہ بالا تمہیدی حصے میں ماحولیاتی ادبی تنقید (Ecocriticism) کی تعریف اور اس کی ادب میں موجودگی کو انگریزی اور اردو کی چند تعریفوں سے واضح کیا گیا ہے۔ مغربی ادب میں اس نظریے کے حوالے سے کئی کام سامنے آ چکے ہیں جن میں مضامین، تحقیقی مقالے اور کتب شامل ہیں۔ اردو ادب میں ماحولیاتی تنقید کا نظریہ کس طور سامنے آیا ہے۔ اسے ابتدائی طور پر کس طرح سمجھا گیا اور پیش کیا گیا ہے۔ ذیل میں اس حوالے سے اردو میں لکھے جانے والے مقالات، مضامین و کتب کا مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

اردو ادب میں ماحولیاتی تنقید: ایک جائزہ

اردو ادب میں ماحولیاتی ادبی تنقید (Ecocriticism) کا نظریہ اکیسویں صدی میں متعارف ہوا۔ نسترن احسن فتیحی (پ:۱۹۶۳ء) (ایکو فیمینزم اور عصری تانیثی اردو افسانہ) اور ڈاکٹر اورنگزیب نیازی (پ:۱۹۷۹ء) (ماحولیاتی تنقید: نظریہ وعمل) کی کتب نے اردو میں نئے تنقیدی مباحث متعارف کروائے ہیں۔ اردو میں چند مقالات اس نظریے کا ابتدائی تعارف پیش کرتے ہیں، کچھ میں اس کے اطلاق کی شعری مثالیں موجود ہیں اور کچھ اس نظریے کی ابتدا و ارتقا سے متعلق ہیں۔ راقمہ نے اس حوالے سے جن تحریروں کا مطالعہ کیا ہے انھیں سنہ وار مختصر مفہوم / تبصرے کے طور پر بیان کرنے کو ترجیح دی ہے تاکہ ترتیب وار ایک جائزہ سامنے آ سکے۔

پروفیسر رباب رضوی کا ایک مضمون ''انسان اور ماحول: ایک جغرافیائی تجزیہ'' کے عنوان سے ۱۹۸۶ء میں سامنے آیا۔ اس مضمون میں مصنفہ نے انسان اور ماحول کے باہمی تعلق اور ان کے ایک دوسرے کے لیے لازم ہونے کی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے۔ جغرافیائی حوالوں سے اس بات کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے کہ انسان نے کب کب ماحول کو قابل تسخیر بنایا اور کب اسے ایسی کوشش میں نقصان اٹھانا پڑا۔ اس نظام کو سمجھنے کے لیے ابتدا میں جس اصطلاح کا استعمال کیا گیا اسے ماحولیاتی نظام یا Ecosystem کہا گیا۔ اس مضمون میں کسی ادبی تحریر کا کوئی حوالہ نہیں دیا گیا[۱۹]۔

۲۰۱۱ء میں پروفیسر عتیق اللہ نے اپنے مقالے بہ عنوان ''پروین شیر کی شاعری: ایک ماحولیاتی مطالعہ'' میں پروین شیر کی شاعری کا جو مطالعہ پیش کیا ہے اس میں ایکو فیمنزم کی جھلک زیادہ دکھائی دیتی ہے۔ جس میں مرد کے عورت اور فطرت کو تسخیر

کرنے سے متعلق بات کی گئی ہے۔ شاعرہ کے ماحول دوست ہونے کو مثالوں کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ ایک مثال دیکھیے:

> بچپن ہی سے میرے بہترین ساتھی قدرتی مناظر رہے تھے۔ ۷ سال کی عمر میں حسین و رنگین افق کو دیکھ کر اور دور کھجور کے درختوں کی سلہاٹی دیکھ کر ایک نئی دنیا کے ہونے کا خیال مجھے اپنی گرفت میں لے لیتا تھا۔ جہاں صرف خوشیاں ہی خوشیاں تھیں[۲۰]۔

مصنف کا کہنا ہے کہ دیگر ماحولیاتی تانیثیت پسندوں کی طرح پروین شیر کا بھی یہی خیال ہے کہ فطرت کی آزادی کے بغیر عورت کی آزادی کا تصور نہیں کیا جاسکتا ہے۔ علاوہ ازیں پروفیسر عتیق اللہ نے اس بات کو بھی مختصراً واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ جب مغربی دنیا میں سائنسی اور صنعتی ارتقا کے حوالے سے ہونے والی تبدیلیوں پر زور دیا جارہا تھا اور فطری عناصر کو انسان اپنے فائدے کے لیے استعمال کرنے میں مصروف عمل تھا تو رومانویت پسندوں نے ان کے ردِّ عمل میں فطرت کے جلال و جمال پر خوب صورت تصورات پیش کیے تھے۔ ان میں ماحول کو بچانے اور انسان کی بقا کے لیے اس کی موجودگی کو بھی لازم قرار دیا گیا تھا۔ اس پہلو پر بھی زور دیا گیا کہ جب بھی انسان نے اپنی حد سے تجاوز کر کے ماحول کے ساتھ برا سلوک کیا ہے تو فطرت قہرناک بھی ثابت ہوئی ہے۔

ڈاکٹر مولا بخش (۱۹۶۳ء-۲۰۲۱ء) کے مقالات اس نئے نظریے کی ذیل میں ۲۰۱۳ء میں لکھے گئے۔ ان میں ''ماحولیاتی تنقید: نیا تنقیدی مخاطبہ'' اور ''مراثی انیس اور ماحولیاتی تنقید'' شامل ہیں۔ پہلے مقالے ''ماحولیاتی تنقید: نیا تنقیدی مخاطبہ'' میں اردو ادب میں مغربی ادب سے شامل ہونے والے تنقیدی نظریات کو بیان کرتے ہوئے ادب میں ان کے قبولِ عام ہونے پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ماحولیاتی ادبی تنقید کے نئے نظریے کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے اور اردو ادب میں اس کی طرف کم توجہ دیے جانے پر بھی سوال اٹھایا گیا ہے۔ ماحولیاتی تنقید کو جہاں فطرت اور ثقافت سے جوڑا گیا ہے وہیں اس کا تعلق سائنسی علوم سے بھی وابستہ کیا گیا ہے۔ مولا بخش نے ڈاکٹر گوپی چند نارنگ کے ایک مضمون ''بلونت سنگھ کا فن، سائیکی، ثقافت اور شکست رومان'' کی ذیل میں انھیں اس نظریے پر لکھنے والا پہلا نقاد مانا ہے۔ ان کے نزدیک اگرچہ اس اصطلاح کا نام استعمال نہیں کیا گیا ہے لیکن اس مضمون میں ماحولیاتی ادبی تنقید کے بنیادی تصور کو بہ خوبی دیکھا جاسکتا ہے۔ اس ضمن میں انھوں نے اس کی مثالیں بھی پیش کی ہیں۔ علاوہ ازیں مقالہ نگار نے ماحولیاتی تنقید کے چند اصول بھی ترتیب وار بیان کیے ہیں جن کو مدنظر رکھ کر ایسے مطالعات کو بہتر طور پر سامنے لایا جا سکتا ہے۔ اس مقالے میں اس بات پر زیادہ زور دیا گیا ہے کہ فطرت یا قدرتی مناظر جیسے ہیں انھیں ان کی اصل کے ساتھ قبول کر کے ادب کا حصہ بنایا جائے۔ مقالہ نگار نے اس نظریے کے حوالے سے ابتدائی مغربی تعریفوں کو مختصر وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہوئے شعری مثالوں کے ساتھ پیش کیا ہے ان شعری مثالوں کو ماحولیاتی تنقید کا ابتدائی تجزیہ کہا جا سکتا ہے جس میں دھرتی کا دکھ،

فطرت سے انسان کا مضبوط تعلق، قدرتی ماحول کو مسخر کرنے کی دوڑ میں اس کے ساتھ کیے جانے والے نقصان کو شعری حوالوں سے بیان کرنا شامل ہے[۲۱]۔

ڈاکٹر مولا بخش کے دوسرے مقالے ''مراثیِ انیس اور ماحولیاتی تنقید'' میں میر انیس کے کلام کا ماحولیاتی مطالعہ کیا گیا ہے جو مقالہ نگار کی انیس کے کلام کے حوالے سے پہلی کوشش ہے۔ ماحولیاتی تنقید کا مقصد بیان کرتے ہوئے وضاحت کی گئی ہے کہ: ''فن پارے میں موجود فضا، ماحول، منظر فطرت، ثقافت، رہن سہن کے طور طریقوں، مقامیت اور دیہی جمالیات کی پیش کش پر غور و فکر کرنا ہے یعنی ادب اور ماحول کے رشتے پر گفتگو کرنا[۲۲]۔'' انیس کے کلام کا مطالعہ کرنے کے لیے ان مرثیوں کو مد نظر رکھا گیا ہے جن میں صبح، شام یا صحرا کسی نہ کسی طرح کے فطری مناظر کا ذکر رہے۔ مناظر فطرت کی نوعیت کیا ہے؟ قدرتی اور فطری مظاہر کا رشتہ کربلا کے جیالوں سے کس نوعیت کا ہے؟ کو بھی دوران مطالعہ پیش نظر رکھا گیا ہے۔ ادب کے ماحولیاتی مطالعے میں تہذیب و ثقافت نیز مقامی اور دیسی ثقافت پر بھی غور کیا جاتا ہے۔ انیس کے کلام میں تہذیبی و ثقافتی جہتوں کی حد درجہ کارفرمائی ملتی ہے۔ اس لیے بالخصوص اس حوالے سے ان کے کلام کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ انیس کے کلام سے جو شعری مثالیں پیش کی گئی ہیں ان کے تجزیے میں مقالہ نگار نے انھیں کہیں تشبیہ و استعارے کے طور پر پیش کیا ہے تو کہیں وہ ان مثالوں کو فطرت اور ثقافت کے درمیان افتراق کو ختم کرنے کی ایک مثال قرار دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر یہ شعر دیکھیے:

لشکر گلوں کا، بو کا، چمن سے نکل گیا
جھونکا نسیم کا تھا کہ سن سے نکل گیا

مصنف کے نزدیک یہ شعر حضرت عباس کے جنگ کے میدان میں گھوڑے پر ہوا سے بھی تیز چلنے اور صفوں کو چیرتے ہوئے گزرنے کی تشبیہ ہے۔ مزید اشعار ملاحظہ ہوں:

دنیا میں کوئی شخص گر لگاتا ہے شجر
ہوتی ہے یہ امید، دے گا کبھی ثمر

بالفرض یہ جہاں میں نہ پھولے پھلے گا گر
خوش ہوں گے اس درخت کے سائے میں بیٹھ کر

کچھ تو ملے ہمیں بھی ثمر اس نہال کا
صدقے گئی، ریاض ہے اٹھارہ سال کا

ایسی مثالوں کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انیس فطرت کو استعارے کی چادر سے ڈھک دینے کی کوشش نہیں کرتے بلکہ تشبیہی عمل کے ذریعے انسان اور فطرت کو آمنے سامنے لاکھڑا دیتے ہیں۔ ماحولیاتی متن اس شعری یا نثری متن کے خلاف ہے جو فطرت کو آموختہ بنا کر پیش کرتا ہے یا اس پر استعارے اور اپنے دکھوں، آرزوؤں یا حسرتوں، ناکامیوں کا بوجھ لاد دیتا ہے۔ شعری مثالوں کے ساتھ ایسی وضاحتوں کو بخوبی دیکھا جاسکتا ہے[۲۳]۔

۲۰۱۵ء میں ڈاکٹر ضیاء الحسن (پ: ۱۹۶۳ء) کا مقالہ بہ عنوان "اردو ادیبوں کا فطرت سے بدلتا ہوا تعلق: چار صدیوں کے تناظر میں" سامنے آیا۔ اس مقالے کا براہِ راست موضوع ماحولیاتی تنقید نہیں ہے تاہم فطرت اور ادب کے تعلق کے ضمن میں چند ایسے نکات پیش کیے گئے ہیں جنھیں ماحولیاتی تنقید زیرِ بحث لاتی ہے۔ عنوان کے اعتبار سے یہ مقالہ وسیع مطالعے پر مشتمل معلوم ہوتا ہے، لیکن چار صدیوں کی کہانی نہایت ہی مختصر انداز میں بیان کی گئی ہے۔ اسے چار صدیوں کا طائرانہ جائزہ کہا جا سکتا ہے۔ مصنف نے شعری مثالوں کے ذریعے سے ہر دور کے فطرت سے متعلق بدلتے روّیوں کی وضاحت کی ہے۔ ابتدائی ادوار میں جہاں فطرت سے ہمدردی کا روّیہ مختلف تحریروں میں دیکھنے کو ملتا ہے وہیں اس روّیے کے بدلتے رخ بھی بیان کیے گئے ہیں۔ چند مثالوں کی صورت میں جن میں افسانہ اور شاعری دونوں شامل ہیں، کے ذریعے ماحول کے ساتھ انسان کے تعلق اور پھر اس تعلق کی موت پر بھی تجزیہ پیش کیا گیا ہے[۲۴]۔

۲۰۱۶ء میں دیدبان کا ایک خصوصی شمارہ (۳) ماحولیاتی تنقید پر شایع کیا گیا۔ اس میں سبین علی (۱۹۷۵ء) کا ایک تعارفی اداریہ اس موضوع پر روشنی ڈالتا ہے اور اس نظریے کی ادب میں اہمیت کو بھی بیان کرتا ہے۔ اس رسالے میں شاعری اور مختلف مضامین کے ذریعے ماحولیات سے متعلق اہم مسائل کو موضوع بنایا گیا ہے[۲۵]۔

شیخ عقیل احمد (۱۹۶۴ء) نے ۲۰۱۷ء میں اپنے مقالے بعنوان "قدیم ہندوستانی فلسفہ اور کالی داس کی تخلیقات میں ماحولیاتی اشارے" میں قدرت کی بنیادی اور اہم اکائیوں جیسے ہوا، پانی، بادل، سورج وغیرہ کی اہمیت کو نہ صرف قرآنی حوالوں بلکہ مختلف ویدوں، اپنشدوں اور اشلوکوں کی مثالیں دیتے ہوئے بیان کیا ہے۔ گیتا میں سے بھی چند ایک مثالیں فطرت کی حمایت اور اس کی انسانوں کے لیے اہمیت کے طور پر پیش کی گئی ہیں۔ کالی داس گپتا (۱۹۲۵ء-۲۰۰۱ء) کی بنیادی تخلیقات (شکنتلم، میگھ دوتم، رتو سنہار) میں سے کئی ایک مثالوں کو اس طرح واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ ان سے ماحولیاتی فلسفے کو سمجھنے میں آسانی محسوس ہوتی ہے۔ مقالہ نگار کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ سنسکرت ادب سے فطرت اور ماحولیات کی اہمیت کو سامنے لایا جاسکے جسے انھوں نے کالی داس کی تخلیقات سے لی گئی مثالوں کے ساتھ بخوبی بیان کیا ہے[۲۶]۔

"حجاب کا ناول پاگل خانہ اور ماحولیاتی تنقید" ۲۰۱۷ء میں لکھا گیا ڈاکٹر صوفیہ یوسف کا مقالہ ہے۔ اس مقالے میں

انھوں نے ابتدا میں ماحولیاتی ادبی تنقید کی چند تعریفیں بیان کر کے اس نظریے کو مختصراً واضح کیا ہے۔ ان کا بنیادی موضوع دوسری عالمی جنگ کے نتیجے میں ہونے والا ماحولیاتی نقصان ہے جسے انھوں نے حجاب امتیاز (۱۹۰۸ء-۱۹۹۹ء) کے ناول پاگل خانہ کی مثال دیتے ہوئے بیان کیا ہے۔ اس ناول کی ہیروئن انسان اور دھرتی ماں دونوں سے محبت کرتی ہے۔ ایٹمی دھماکوں سے ہونے والے ماحولیاتی نقصان سے آگاہی دلاتی ہے تاکہ مستقبل میں ایسے نقصانات سے بچا جا سکے۔ لکھتی ہیں: ''آج ایک ناقابل فہم دیوانگی نے ہمیں آدبوچا ہے۔ عذاب تو ہر قسم کا عذاب ہی ہوتا ہے۔ کیا یہ بھی ایک آسمانی عذاب ہے جس میں آج ساری دنیا گرفتار ہے[۲۷]۔'' مقالہ نگار کا کہنا ہے کہ ایسی تحریریں معاشرے میں ماحولیاتی شعور کو اجاگر کرنے میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔ انھیں نہ صرف ادب میں تلاش کیا جانا چاہیے بلکہ اس نظریے کی ذیل میں ایسا ادب لکھنے پر بھی زور دینا چاہیے۔

۲۰۱۷ء میں سرور غزالی () کا ایک مضمون ''اردو ادب میں فطری ماحول کے اثرات'' کے عنوان سے سامنے آیا۔ اس مضمون میں شاعری کے علاوہ اردو کی دیگر اصناف کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے جس میں فطرت کو لاحق خطرات کی عکاسی کی گئی ہے۔ مضمون نگار کا کہنا ہے کہ اردو ادب نے ابتدا ہی سے مشکل ادوار کا سامنا کیا جس میں پہلے ادوار میں فطرت سے محبت اور اس سے رکھ رکھاؤ کا روّیہ دیکھنے کو ملتا ہے اور جہاں ماحول اور انسان کے تعلق کو عصری مادی ترقی نے گھیرا، وہیں فطرت سے متعلق رکھ رکھاؤ توڑ پھوڑ کا شکار نظر آتا ہے۔ اس مضمون میں منشی پریم چند (۱۸۳۰ء-۱۹۳۶ء)، غلام عباس (۱۹۰۹ء-۱۹۸۲ء)، ابواللیث جاوید، کرشن چندر (۱۹۱۴ء-۱۹۷۷ء)، خدیجہ مستور (۱۹۲۷ء-۱۹۸۲ء)، گلزار (پ: ۱۹۳۴ء) اور فیصل نواز کے ایک ایک افسانے کا مختصر تجزیہ پیش کیا گیا ہے جن میں ماحولیاتی مسائل کو بخوبی اجاگر کیا گیا ہے[۲۸]۔

ڈاکٹر ناصر عباس نیّر کا مقالہ بہ عنوان ''ماحولیاتی تنقید: انتظار حسین کے افسانوں کے تناظر میں'' اس موضوع پر ایک تفصیلی جائزہ ہے۔ جس کا پہلا حصہ ماحولیاتی ادبی تنقید کی ابتدا، ادب میں اس نظریے کی اہمیت سے لے کر اس کے بنیادی نکات اور اس کے مقاصد پر مشتمل ہے۔ یہ حصہ ماحولیاتی تنقید کے نظریے کو اردو میں واضح طور پر بیان کرتا ہے۔ علاوہ ازیں اس میں شامل بشر مرکزیت کے معانی اور اس کے مضمرات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ مقالے کے دوسرے حصے میں انتظار حسین کی تحریروں کی ماحولیاتی شعریات کو ان کے افسانوں سے مثالیں دے کر واضح کیا گیا ہے۔ ان افسانوں میں ''ہم نوالہ''، ''اجنبی پرندے''، ''چیلیں''، ''دھوپ''، ''بندر کہانی'' اور ''مور نامہ'' وغیرہ شامل ہیں۔ علاوہ ازیں اس نکتے پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے کہ کس طرح فطرت کو استعمار کاری یعنی (Colonisation) کے ذریعے فتح کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور اس کی مثالیں ادب میں موجود ہیں۔ اس نظریے کی وضاحت ان کے افسانے ''طوطا مینا'' کی مثال دے کر کی گئی ہے جس میں مرد برا ہے یا عورت کا موضوع طوطا اور مینا کے بیچ جھگڑے کی وجہ بنا ہوا ہے یعنی ایسا بیانیہ جو انسانی دنیا کا ہے اور پورے جنگل میں پھیل جاتا ہے۔ اس افسانے میں بیان کردہ تمام

پرندے انسانی استعماریت کے خلاف مزاحمت کے استعارے کے طور پر سامنے آتے ہیں۔[۲۹]

احمد سہیل کا ایک مختصر تبصرہ "ماحولیاتی ادبی تنقید کا نظریہ" کے عنوان سے ہے۔ اس میں انھوں نے اس نئے تنقیدی نظریے کے بارے میں بیان کیا ہے کہ اردو ادب میں اس حوالے سے کام نہ ہونے کے برابر ہے۔ اردو ادب کا ایک بڑا ذخیرہ اس حوالے سے ابھی محروم ہے کہ اسے اس نظریے کے تحت پرکھا جائے۔ ان کی تحقیق کے مطابق کاشف الحقائق کے مصنف امداد امام اثر کو پہلا ماحولیاتی نقاد مان لینا چاہیے کیوں کہ ان کی اس تنقیدی و تحقیقی کتاب میں ماحولیاتی علامتوں کو شاعری میں دریافت کرتے ہوئے اردو تنقید میں ایک نظریے کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔[۳۰]

الیاس بابر اعوان نے بھی اپنے مضمون "تناظر: ایک ماحولیاتی تنقیدی تجزیہ" میں ماحولیاتی ادبی تنقید کے نظریے پر مختصر روشنی ڈالتے ہوئے شاہد ماکلی کے شعری مجموعے "تناظر" کو موضوع بنایا ہے۔ اس میں شاعر نے فطری عناصر کو استعارات کے بجائے ان کی اصل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ مضمون کے آخر میں یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ انسان ابتدا سے ہی فطرت سے جڑا ہوا ہے۔ ان کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا ہے کیوں کہ انسان، فطرت اور اس کے ماحول کی جڑت ہی کائنات کے نظام کی بقا ہے۔ مضمون نگار نے شعری مثالوں کی تفہیم کو جس طرح ماحولیاتی ادبی تنقید کے نظریات کے ساتھ جوڑ کر بیان کیا ہے وہ ایک نئے تجزیے کو سامنے لاتی ہیں۔[۳۱]

ڈاکٹر آرزو چفت سورین (جو کہ ترکی کی استنبول یونیورسٹی کے اسسٹنٹ پروفیسر ہیں) نے ۲۰۱۸ء میں ترک ناول نگار یشار کمال (جو کہ فطرت سے لگاؤ رکھتے ہیں اور انھیں ترکی ادب میں پہلا فطرت نگار مصنف مانا جاتا ہے) کے کام پر ایک مقالہ "یشار کمال کے ناول ناراض سمندر میں ماحولیات کے مسائل" کے عنوان سے تحریر کیا۔ اس مقالے میں انھوں نے انسان کے فطری عوامل سے تعلق کو ایک ماہی گیر اور ڈولفن مچھلی کی مثال دے کر واضح کیا ہے۔ اس میں انسان خود یہ سوال اٹھاتا ہے کہ اولاد آدم ہی نے اپنی بقا کے لیے ان چیزوں کو تباہ کرنا شروع کر دیا ہے جو خود اس کی بقا کی ضامن ہیں۔ مثال دیکھیے جس میں ماہی گیر ڈولفن مچھلیوں کے شکار پر حیرت زدہ ہوتے ہوئے سوچتا ہے:

> اولاد آدم نے اندر سے خوشی اور امید کی انگڑائیاں لیتے لیتے کیوں اپنے اندر کو تاریکیوں سے بھر لیا۔ کیوں آخر کیوں اندر کی روشنی کو بجھا کر خوشی اور محبت کی رگوں کو سکھا دیا۔ کس لیے! کیوں اس طرح محزون، غمگین اور تنہا ہو گئے؟ کیوں انسان قتل کرنے، ختم کرنے اور ٹکڑے ٹکڑے کرنے کو اتنا پسند کرتا ہے۔۔۔ ایک کا پیٹ بھرا ہے تو کئی کیوں بھوکے ہیں؟ جس کا پیٹ بھرا ہے وہ اتنا احمق کیوں ہے؟[۳۲]

ایسے کئی سوال حیوانی دنیا میں انسانی مداخلت پر چوٹ کرتے ہیں۔ مقالہ نگار نے اس ناول کے پس منظر میں بیسویں صدی کی آخری دو دہائیوں کے بیچ اٹھنے والی ماحولیاتی تحریک کو مد نظر رکھا ہے۔

۲۰۱۹ء میں ڈاکٹر ذکیہ رانی کا مقالہ ''مولانا الطاف حسین حالی کے تین نکات کا ماحولیاتی تناظر اور انجمن پنجاب کے مناظمے (تجزیاتی مطالعہ)'' لکھا گیا۔ اس میں حالی کے تین نکات تخیل، تفحصِ الفاظ اور مطالعہ کائنات کو پرکھا گیا ہے۔ ایسا مطالعہ راقمہ کی نظر سے پہلی بار گزرا ہے۔ مستقبل میں ماحولیاتی ادبی تنقید کی ذیل میں ایسے مطالعات متن کی ایک نئی قرأت کو سامنے لانے کا موجب بن سکتے ہیں[۳۳]۔ ڈاکٹر شگفتہ حسین نے اپنے مقالے ''طاہرہ اقبال بہ حیثیت ایکو فیمنسٹ'' میں ماحولیاتی ادبی تنقید (Ecocriticism) کی ایک ذیلی شاخ ایکو فیمنزم (Ecofeminism) کو موضوع بنایا ہے۔ یہ مقالہ ۲۰۱۹ء میں سامنے آیا اور اس میں مقالہ نگار کا یہ جملہ کہ ماحولیاتی ادبی تنقید کا نظریہ کوئی نیا نظریہ نہیں ہے صرف ماحولیاتی آلودگی کے سبب اس کی اہمیت بڑھتی جارہی ہے کئی ایک سوالات کو جنم دیتا ہے، لیکن اس کی وجوہات کو بیان نہیں کیا گیا ہے سوائے اس بات کے کہ یہ نظریہ ماحولیاتی آلودگی کے بڑھنے کے سبب اہمیت اختیار کر چکا ہے۔ مقالہ نگار نے ایکو فیمنزم کے نظریے کو واضح کرتے ہوئے طاہرہ اقبال کو ایک ایکو فیمنسٹ مصنفہ ثابت کیا ہے۔ ان کے افسانوں میں دیہی معاشرے کی جس عورت کی تصویر کھینچی گئی ہے استحصالی رنگ اوڑھے ہوئے ہے[۳۴]۔

ماحولیاتی ادبی تنقید کا مفصل تعارف ڈاکٹر اورنگزیب نیازی کے جامع مقالے ''ماحولیاتی تنقید: پس منظر، آغاز اور امتیازات'' کی صورت میں ۲۰۱۹ء میں سامنے آیا۔ یہ پہلا تفصیلی اور جامع مقالہ ہے جس میں ماحولیاتی ادبی تنقید کے مغربی ادب میں آغاز سے لے کر اس نظریے کے ادب میں جگہ بنانے تک کو مرحلہ وار بیان کیا گیا ہے۔ مقالہ نگار کا کہنا ہے کہ اس نظریے کو اپنا آپ منوانے میں تیس سال تک کا عرصہ لگ گیا۔ اس مقالے کی خوبی یہ ہے کہ یہ ماحولیاتی تنقید پر لکھی گئی اہم انگریزی کتب، رسائل اور مضامین کا احاطہ کرتا ہے[۳۵]۔ ۲۰۱۹ء کے آخر میں قاسم یعقوب (پ:۱۹۷۹ء) کا ایک مقالہ بہ عنوان ''ادب اور فطرت: ماحولیاتی تناظرات'' سامنے آیا۔ اس مقالے میں ماحول اور فطرت کا فرق واضح کرتے ہوئے اسے انسان کے ساتھ جوڑا گیا ہے۔ ماحول مرکزیت اور بشر مرکزیت کو ماننے والوں کے خیالات کو واضح کیا گیا ہے۔ سرسید احمد خان کے تصورِ فطرت پر بھی مختصر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ماحولیاتی ادبی تنقید سے جڑی ایک اور نئی اصطلاح کو بھی اس کے بنیادی نکات کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ وہ کس طرح ماحولیاتی ادبی تنقید کے کچھ نظریات کو چیلنج کرتی ہے اس کا بنیادی نکتہ یہ کہ ماحول میں کسی کو مرکزیت حاصل نہیں ہے۔ اسے ماحولیاتی ساختیات یعنی (Eco-Structuralism) کا نام دیا گیا ہے۔ اس سے ملتے جلتے نظریات کو رسوئیلن کیمپ بیل کے مضمون ''خواہش کی زبان اور وطن (فلسفہ ماحولیات اور پس ساختیات کا نقطہ اتصال)'' میں بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ جو ڈاکٹر اورنگزیب نیازی کی کتاب ماحولیاتی تنقید: نظریہ و عمل میں موجود ہے۔ مقالے کے آخر میں ماحولیاتی تنقید کے بدلتے نظریات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے[۳۶]۔

یوسف نون کے مقالات و مضامین بھی اس حوالے سے دیکھے جاسکتے ہیں[۳۷]۔ ''ماحولیاتی انصاف اور مجید امجد کی شاعری (ماحولیاتی تنقیدی مطالعہ)'' سید کاشف علی شاہ اور ڈاکٹر رخشندہ مراد کا لکھا مقالہ ہے جو الماس میں ۲۰۲۰ء میں شائع ہوا۔ اس مقالے میں

مصنف نے مختصر لیکن جامع انداز میں ماحولیاتی ادبی تنقید کا تعارف پیش کیا ہے۔ اس نظریے کی بنیادی اصطلاح یعنی حیات مرکزیت کی توضیح بھی پیش کی ہے کہ وہ کس طرح بشر مرکزیت سے مختلف ہے اور اس کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ مقالہ نگار نے ماحولیاتی ادبی تنقید کی مختلف لہروں کو بھی بالترتیب بیان کیا ہے اور اس دوران میں اس میں رونما ہونے والی تبدیلیوں پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ مقالے کے آخری حصے میں ماحولیاتی انصاف کے نظریے کو لیتے ہوئے مجید امجد (۱۹۱۴ء-۱۹۷۴ء) کی دو نظموں ''کنواں'' اور ''ہڑپہ کا کتبہ'' کو بہ طور نمونہ پیش کرتے ہوئے ان کا اس نظریے کی ذیل میں تجزیہ کیا گیا ہے۔ نیز اس بات پر بھی زور دیا گیا ہے کہ ادبی تحریروں میں ایسے نظریات کی نشان دہی کرنا اور انھیں سامنے لانا ضروری ہے[۳۸]۔ انگریزی مقالے میں *Twilight in Delhi* ناول کا اسی نظریے کے تناظر میں جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ مقالہ خورشید عالم اور حماد نذیر ذکی نے لکھا ہے[۳۹]۔

''ادب کی ماحولیاتی شعریات اور اردو افسانہ'' کے عنوان سے اورنگزیب نیازی کا ایک اور مقالہ اسی موضوع پر ۲۰۲۱ء میں سامنے آیا۔ بیری کامنز (Barry Commoner۔ ۱۹۱۷ء-۲۰۱۲ء) کے ماحولیاتی نظریے کے بنیادی نکات کے ساتھ اس نکتے کی بھی وضاحت کی گئی ہے کہ ادب اور آرٹ ہمیں جانوروں سے اگر الگ بناتے ہیں تو کیوں بناتے ہیں۔ ادب میں فطرت کے اظہار کی صورتوں کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ یہ وہ تعارفی وضاحت ہے جس کی ہمارے آج کے اس موضوع پر لکھنے والوں کو سمجھنے کی اشد ضرورت ہے تاکہ وہ فطرت نگاری اور ماحولیاتی تنقید کے فرق کو جان سکیں۔ ''گوری ہو گوری'' (سیّد رفیق حسین)، ''کلوا'' (سیّد رفیق حسین)، ''آئینہ حیرت'' (سیّد رفیق حسین)، ''درخت باتیں ہی نہیں کرتے'' (ناصر عباس نیّر)، ''آخ تھو'' (غیاث احمد گدی)، ''سمندر کی چوری'' (آصف فرخی)، ''گائے'' (انور سجاد)، ''کتا گاڑی'' (صدیق عالم)، ''چوہے'' (احمد جاوید)، ''فتو بھوکا ہے'' (دیوندر ستھیارتھی)، ''درخت آدمی'' (محمد منشایاد) اور ''دو بیل'' (پریم چند) وغیرہ جیسے مزید کئی افسانے اس تنقیدی نظریے کی روشنی میں اردو افسانے کی نئی تفہیم کی عمدہ مثالیں ہیں۔ اختتامی صفحات میں ماحولیاتی شعریات کے تیسرے نمایاں سائنسی زاویے کی ذیل میں افسانوں کی مثالیں پیش کی گئی ہیں جن میں ''ستلج پھر بپھرا'' (دیوندر ستھیارتھی)، ''ہیروشیما سے پہلے، ہیروشیما کے بعد'' (احمد ندیم قاسمی)، ''پاگل خانہ'' (خلیل جبران)، ''مور نامہ'' (انتظار حسین)، ''پولی تھین'' (محمد منشایاد) اور ''زمین کا نوحہ'' (حسن منظر) وغیرہ شامل ہیں۔ ''پولی تھین'' اور ''زمین کا نوحہ'' ایسے افسانے ہیں جو آج کے انسان کے لیے لمحہ فکریہ ہیں۔ اس بات پر غور و فکر کی ضرورت ہے کہ انسان خلا و کائنات کو مسخر کرے گا اور اسے مسخ و تباہ کرتے گا تو کیسے اپنا وجود برقرار رکھ پائے گا۔ مجموعی حوالے سے اس نئے نظریے کی روشنی میں اردو ادب کی تفہیم کی یہ ایک عمدہ کاوش ہے[۴۰]۔

''مجید امجد کی نظمیں: ایک ماحولیاتی تنقیدی مطالعہ'' یہ بھی ڈاکٹر اورنگزیب نیازی کا ہی لکھا ایک مضمون ہے جس میں انھوں نے مجید امجد کی نظموں کو ماحولیاتی تنقید کی روشنی میں پیش کیا ہے۔ فطرت، مقامیت اور ماحولیات کی عکاسی امجد کی شاعری میں ملتی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ''مجید امجد کے تصور فطرت میں تمام ماحولیاتی عناصر سماج میں انسان کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔

مجید امجد ان کے ساتھ ہمدردی اور احساس کے رشتے میں منسلک ہیں۔ وہ ان کے دکھ کو انسانی سطح پر محسوس کرتے ہیں۔ 'گوشت کی چادر'، 'بارکش'، 'بن کی چڑیا'، 'اے مری چڑیا'، 'بہار کی چڑیا' پکار ' اور 'توسیع شہر' کے تہ نشین حزنیہ لہر جانوروں، پرندوں اور درختوں کے دکھ میں براہ راست شرکت سے پیدا ہوئی ہے"۔ شعری مثالوں میں اس نظریے کی اس طرح کی تفہیم کم ہی دیکھنے کو ملتی ہے جس میں مثالوں کے ساتھ صرف ان کی تشریح شامل نہ ہو بلکہ ماحولیاتی تنقید کے نظریات اور اس کے نکات کو بھی بیان کیا جائے۔ یہ مضمون اس کی مثال کے طور پر لیا جا سکتا ہے[۴۱]۔

۲۰۲۱ء میں "پاکستانی خواتین ناول نگاروں کے ہاں فطرت ماحول اور ماحولیاتی مسائل کی عکاسی" کے عنوان سے مقالہ سامنے آیا ہے۔ جسے ڈاکٹر نورین رزاق اور ڈاکٹر محمد کیومرثی (Mohammad Kiumarsi) کی باہمی شراکت سے لکھا گیا ہے۔ انسان کا فطرت سے تعلق اور ماحول کی انسانی زندگی میں اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے ان ناولوں کے اقتباسات کو شامل مقالہ کیا گیا ہے جو فطرت کی حقیقی عکاسی پر مشتمل ہیں۔ الطاف فاطمہ، نشاط فاطمہ، جمیلہ ہاشمی، طاہرہ اقبال، حجاب امتیاز، خدیجہ مستور، نثار عزیز بٹ کے ناولوں کو بطور مثال کے پیش کیا گیا ہے۔ مقالہ نگاروں کا کہنا ہے کہ خواتین ناول نگاروں نے نہ صرف خارجی و داخلی مناظر کو ایک ربط کے ساتھ بیان کیا ہے بلکہ ان کے ناول سیاسی، سماجی اور ثقافتی ماحول کو پیدا کرنے کے محرکات کی بھی عکاسی کرتے ہیں۔ یہ مقالہ فطرت نگاری کی ایک مثال کے طور پر لیا جا سکتا ہے جس میں ماحولیاتی تنقید کے کچھ نظریات کی سرسری عکاسی بھی دکھائی دیتی ہے[۴۲]۔ جولائی ۲۰۲۱ء میں (راجوری) جموں کشمیر سے شائع ہونے والے تفہیم میں "ماحولیاتی تنقید: صورت حال اور امکانات (اورنگزیب نیازی سے ایک مکالمہ)" کے عنوان سے عمر فرحت نے ایک مکالمہ شائع کیا ہے جو ماحولیاتی ادبی تنقید کی اردو ادب میں اہمیت اور اس کے اطلاق سے متعلق ہونے والے کاموں پر مشتمل ہے۔

ستمبر ۲۰۲۱ء میں "پاکستان میں ماحولیاتی تنقید: تحقیقی جائزہ" کے عنوان سے محمد اشرف اور ڈاکٹر فرزانہ کوکب کے باہمی اشتراک سے ایک مقالہ *Journal of Languages, Culture and Civilization* میں شائع ہوا۔ اس مقالے میں ماحول و ماحولیات کے فرق، انسان کے اردگرد پائے جانے والے ماحول کی تعریف و وضاحت، ایکالوجی کے نظام کی وضاحت مختصر انداز میں پیش کی گئی ہے۔ مغرب میں ماحولیاتی ادبی تنقید کا آغاز کب اور کیسے ہوا اس کا بھی ایک مختصر جائزہ مغربی ادیبوں، کتب اور رسائل کے ذریعے بیان کیا گیا ہے۔ پاکستان میں ماحولیاتی مباحث کا آغاز اور اس موضوع پر ہونے والی کانفرنسز، کتب، رسائل اور ویب گاہوں پر شائع ہونے والے مضامین کا بھی مختصر تعارف بھی دیکھنے کو ملتا ہے۔ مزید برآں اس مقالے میں اردو شاعری کی مثالیں شعرا کے نام اور مستنصر حسین تارڑ (پ: ۱۹۳۹ء) کے ناول بہاؤ کا ذکر بھی ماحولیاتی تنقید کے حوالے سے ملتا ہے۔ یہ مقالہ محدود انداز میں ماحولیاتی ادبی تنقید کا پاکستان میں ابتدائی تعارفیہ کہا جا سکتا ہے[۴۳]۔ توصیف بریلوی نے بھی ماحولیاتی

ادبی تنقید کے میدان میں اپنا اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس موضوع کی مناسبت سے ان کے مقالے بھی دیکھے جاسکتے ہیں [۴۴]۔ تحقیقی مجلہ ماخذ کے ۲۰۲۱ء کے شمارہ (۱) اور (۴) میں ماحولیاتی ادبی تنقید کے حوالے سے مختلف مقالہ جات لکھے گئے ہیں جو فلسفہ ماحولیات کی اردو ادب میں تفہیم کا تعارفیہ کہے جاسکتے ہیں [۴۵]۔

مذکورہ بالا مقالات کا جائزہ بتاتا ہے کہ اردو ادب میں اس موضوع پر ۲۰۱۰ء کے بعد ہی باقاعدہ قلم اٹھایا گیا ہے۔ اس نظریے کے حوالے سے لکھی جانے والی کتب کا مختصر جائزہ ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔

نسترن احسن فتیحی کی کتاب ایکو فیمینزم اور عصری تانیثی اردو افسانہ (۲۰۱۶ء) کا جائزہ لیا جائے تو اس کتاب میں انھوں نے ماحولیاتی ادبی تنقید کی ایک ذیلی شاخ ایکو فیمنزم کو موضوع بنایا ہے اور اس نظریے کے تحت عصری افسانوں کا جائزہ لیا ہے۔ ان کی یہ کتاب تین ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلا باب "ایکو فیمنزم (ماحولیاتی تانیثیت)" کے عنوان سے ہے۔ اس باب میں انھوں نے اس نظریے کی تعریف اور آغاز و ارتقا کو بیان کیا ہے۔ ان کے مطابق یہ نظریہ حقوقِ نسواں کے مختلف شعبوں مثلاً خواتین کی صحت، ماحولیاتی تحریکات اور جانوروں کی آزادی جیسی تحریکوں سے نمو پذیر ہوا ہے۔ اس باب میں انھوں نے مختلف ممالک میں ہونے والے انقلابات میں عورت کے کردار پر بات کی ہے۔ ماحولیاتی ادبی تنقید کی وضاحت کرتے ہوئے اس کا فیمنزم سے تعلق جوڑا ہے اور اس کے بنیادی نکات بھی بیان کیے ہیں۔ تانیثیت کی مختلف لہروں کو بھی بیان کیا گیا ہے اور ساتھ ہی ماحولیات کے مختلف مسائل کو بھی موضوع بناتے ہوئے عورت پر اس کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ دوسرا باب "عصری تانیثی اردو افسانہ اور ایکو فیمنزم کا تصور" کے عنوان سے ہے۔ اس باب میں انھوں نے ایکو فیمنزم کے تصور کو واضح کیا ہے اور ساتھ ہی خواتین کے لکھے ہوئے افسانوں کو اس باب کا حصہ بنایا ہے۔ ان افسانوں میں "ماں، پیڑ اور چھاؤں" (ناہید اختر)، "اسنو مین" (نور العین ساحرہ)، "نیم کا پیڑ" (شہناز یوسف)، "کتن والی" (سبین علی)، "گوہر فروش" (رومارضوی)، "نسل" (نسترن احسن فتیحی)، "وجود" (سیمیں درانی)، "پانچواں موسم" (شاہین کاظمی)، "بیل فلاور" (نگہت سلیم)، "جھروکا کھلتا ہے" (افشاں ملک)، "گاشی" (نگہت فاروق)، "سہیلی" (عشرت ناہید)، "تعمیر نو" (مہر افروز) وغیرہ شامل ہیں۔ آخری باب "ماحولیات، تانیثیت اور عصری تانیثی افسانے کا ایک تجزیاتی مطالعہ" میں انھوں نے شامل کتاب افسانوں کا جائزہ لیا ہے۔ ان کے نزدیک "کتن والی"، "نسل"، "بیل فلاور"، "گوہر فروش"، "سہیلی"، "گاشی" اور "جھروکا کھلتا ہے" وغیرہ نسائی حسیت اور ماحولیاتی مادریت کی نمائندگی کرنے والے یہ افسانے ایک نئے استعارے کی شکل میں ماحولیاتی تبدیلیوں اور تباہیوں کا ذکر کر رہے ہیں۔ مجموعی حوالے سے یہ کتاب عورت کو اس کی اصل کے ساتھ بیان کرنے کی ایک کوشش ہے۔ اس میں عورت صرف اپنے وجود کے ساتھ ہی نہیں بلکہ اپنے پورے ماحول اور ثقافت سے جڑی ہے۔ یہ شعور رکھتی ہے کہ ماحول کے ساتھ ہونے والے سماجی روّیوں کے خلاف کیسے اپنے قلم کا استعمال کرنا ہے۔ جیسے نسترن احسن فتیحی اپنے افسانے

''نسل'' میں حکومت کی ان نت نئی پالیسیوں پر چوٹ کرتی ہیں جن کی وجہ سے قبائلی آبادی کا رشتہ جنگل سے کٹ رہا ہے۔ مصنفہ کا کہنا ہے کہ جہاں ابتدا میں فطرت کا بیان اس کے مناظر کے حسن کے بیان کے ساتھ مشروط تھا تو آج کا عہد جب ماحولیات کے سنگین مسائل سے دوچار ہے تو ادب کس طرح پھر ان کی تباہ کاریوں کو بیان کرنے اور فطرت پر ان کے منفی اثرات کو بیان کرنے سے پیچھے رہ سکتا تھا۔ خواتین کے لکھے یہ افسانے انھی تباہ کاریوں کی روداد اپنی زبانی سناتے ہیں[۴۶]۔

دوسری کتاب جو ۲۰۱۹ء میں سامنے آئی، وہ اس موضوع پر پہلی باقاعدہ کتاب کا درجہ رکھتی ہے۔ اس میں ماحولیاتی ادبی تنقید ہی کو موضوع بنایا گیا ہے۔ ماحولیاتی تنقید: نظریہ و عمل (منتخب مضامین) ڈاکٹر اورنگزیب نیازی کے انگریزی سے ترجمہ شدہ مضامین پر مشتمل ہے۔ اس میں دس مضامین کا اردو میں جامع اور عام فہم زبان میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ مضامین کی ترتیب جس حوالے سے رکھی گئی ہے وہ ماحولیاتی ادبی تنقید کو بالترتیب سمجھنے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر شیرل گلاٹ فیلٹی کا مضمون ''ماحولیاتی تنقید: آغاز و ارتقا اور امکانات'' اس نظریے کی ابتدا، اس پر لکھی جانے والی تحریروں، اداروں اور رسائل کا ایک عمدہ تعارفیہ پیش کرتا ہے۔ سکاٹ رسل سینڈرز کا مضمون ''فطرت کی حمایت میں'' ان تحریروں کا محاکمہ ہے جو امریکی ادب میں لکھی تو گئی ہیں لیکن اس موضوع کی مناسبت سے بنجر دکھائی دیتی ہیں۔ جیسے وہ لکھتے ہیں کہ: ''امریکہ میں (اس صدی کے آغاز تک) کئی صحرا اور پہاڑی مقامات ایسے ہیں جہاں مصنفین نے بَن کو تلاش نہیں کیا۔۔۔ بَن سے میری مراد بالکل آزاد فطرت ہے جس میں وہ سب کچھ شامل ہے جو ہم دیکھتے ہیں''۔ ایسے بیشتر بیانیے اس نظریے کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہیں۔ چند مضامین ان استعماری قوتوں کے خلاف آواز اٹھاتے ہیں جنھوں نے اپنی طاقت کے بل بوتے پر اس زمین کو مسخر کر رکھا ہے جس کی مثالیں ہمیں راب نکسن (Rob Nixon۔ پ: ۱۹۵۴ء) کے مضمون ''ماحولیات اور مابعد نوآبادیات'' میں ملتی ہیں۔ اسی نظریے سے متعلق استعمال ہونے والی اصطلاحات کو کتاب کے آخری حصے میں بیان کیا گیا ہے۔ ان اصطلاحات کی وضاحت نہ صرف ماحولیاتی (شعور، نظام، تنوع اور فلسفہ) کے فرق کو واضح کرتی ہے بلکہ اس نظریے سے متعلق جڑی دیگر اصطلاحات کا بھی مختصر تعارف کرواتی ہے۔ علاوہ ازیں اس حصے میں مختصر وضاحت کے ساتھ مضمون نگاروں کا تعارف بھی شامل کیا گیا ہے۔ کتاب کے آخر میں الف بائی ترتیب سے کتاب میں موجود انگریزی کے مصنفین کے ناموں کو بھی لکھا گیا ہے۔ یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ یہ کتاب ماحولیاتی ادبی تنقید پر ایک بنیادی حوالے کا درجہ اختیار کر گئی ہے[۴۷]۔

اس تعارفی جائزے سے جہاں سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ پاکستان اور ہندوستان میں اس موضوع سے دل چسپی موجود ہے، وہاں یہ احساس بھی ہوتا ہے کہ ابھی مزید لکھے جانے کی ضرورت ہے۔ مختصر اور طویل مقالات خاصی تعداد میں لکھے گئے ہیں اور ان میں خیالات کی تکرار بھی ملتی ہے۔ جب کہ کتب کم تعداد میں لکھی گئی ہیں۔ کسی ادبی و تنقیدی نظریے کو قائم کرنے میں کتب ہی کا بنیادی کردار ہوتا ہے۔

حواشی و حوالہ جات

* (پ: ۱۹۹۴ء) پی۔ ایچ۔ ڈی۔ اردو سکالر، شعبہ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد۔

۱۔ سلام سندیلوی، اردو شاعری میں منظر نگاری (لکھنؤ: نسیم بک ڈپو۔ ۱۹۶۸ء)، ۲۱-۲۶۔

۲۔ ناہید قاسمی، جدید اردو شاعری میں فطرت نگاری (کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، ۲۰۰۲ء)، ۲۔

۳۔ ظفر حسن، سرسید اور حالی کا نظریہ فطرت (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۲۰۰۳ء)، ۲۵۹۔

۴۔ ایضاً، ۲۹۸۔

۵۔ الطاف حسین حالی، مقدمہ شعر و شاعری (لاہور: زاہد بشیر پرنٹرز، ۲۰۰۱ء)، ۴۵۔

۶۔ جے۔ ایل چیپ مین [J.L.Chapman]، ایم۔ جے ریائس [Michael J.Reiss]، *Ecology, principles and applications* (کیمبرج: یونی ورسٹی پریس، ۲۰۰۰ء)، ۲۔

"The word Ecology was first used by a German called Ernst Haeckel in 1869."

۷۔ ایس۔ وی۔ ایس رانا، *Essentials of Ecology and Environmental Science* (نئی دہلی: جے پرنٹ بیک پرائیویٹ لمیٹڈ، ۲۰۰۹ء)، ۱۔

۸۔ جمیل جالبی، قومی انگریزی اردو لغت (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۴ء)، ۶۴۲۔

۹۔ وہاب اختر عزیز، ڈکشنری آف سائنس (لاہور: اظہر پبلشرز، س ن)، ۲۵۹۔

۱۰۔ این۔ ایس سبرا منیم، اے۔ وی سمبا مورتی، *Ecology* (نیو دہلی: ناروسا پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۰۶ء)، ۱۔

۱۱۔ ولیم ہاورتھ [William Howarth]، "Some principles of Ecocriticism"، مشمولہ *The Ecocriticism Reader* (مرتبہ)، شیرل گلاٹ فیلٹی، ہیرولڈ فروم (لندن: جارجیا پریس، ۱۹۹۶ء)، ۶۹۔

۱۲۔ ناصر عباس نیر، "ماحولیاتی تنقید: انتظار حسین کے افسانوں کے تناظر میں"، مشمولہ تحقیق نامہ، جلد ۲۱، شمارہ ۱ (دسمبر، ۲۰۱۷ء)، ۱۶۔

۱۳۔ شیرل گلاٹ فیلٹی [Cheryll Glotfelty]، "Literary studies in age of Environmental crisis"، مشمولہ *The Ecocriticism Reader* (مرتبہ)، شیرل گلاٹ فیلٹی، ہیرولڈ فروم (لندن: جارجیا پریس، ۱۹۹۶ء)، ۱۸۔

اصل انگریزی اقتباس:

"What then is Ecocriticism? Simply put, ecocriticism is the study of the relationship between literature and the physical environment. Just as feminist criticism examines language and literature from a gender-conscious perspective, and Marxist criticism brings an awareness of modes of production and economic class to its reading of texts. Ecocritcism takes an earthcentered approach to literary studies."

۱۴۔ ڈریک گلیڈوِن [Derek Gladwin]، "ایکو کریٹی سزم"، www.oxfordbibliographies.com، تاریخ ملاحظہ: ۲۶ جولائی ۲۰۱۷ء۔

اصل انگریزی اقتباس:

"Ecocriticism is a broad way for literary and cultural scholars to investigate the global ecological crisis through the intersection of literature, culture and the physical environment."

۱۵۔ کیرن رابر [Karen Raber]، "Recent Ecocritical Studies of English Renaissance Literature"، ۲۶ فروری، ۲۰۰۷، https://onlinelibrary.wiley.com/doi/10.1111/j.1475-6757.2007.00097.x (۱۴ جون، ۲۰۲۲ء)۔

۱۶۔ ناصر عباس نیر، "حرفِ اول"، مشمولہ ماحولیاتی تنقید: نظریہ و عمل (منتخب مضامین)، (مترجم) اورنگزیب نیازی (لاہور: اردو سائنس بورڈ، ۲۰۱۹ء)، ۵۔

۱۷۔ قاسم یعقوب، ''ادب اور فطرت ماحولیاتی تناظرات''، مشمولہ معیار، جلد ۲۲ (اسلام آباد: بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، جولائی-دسمبر ۲۰۱۹ء)، ۲۴۳۔

۱۸۔ اورنگزیب نیازی، ''ماحولیاتی تنقید پس منظر، آغاز و امتیازات''، مشمولہ بنیاد، جلد ۱۰ (لاہور: گرمانی مرکز زبان و ادب، ۲۰۱۹ء)، ۱۶۔

۱۹۔ رباب رضوی، ''انسان اور ماحول ایک جغرافیائی مطالعہ''، مشمولہ: قومی زبان، جلد ۵۷، شمارہ ۸ (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، جون ۱۹۸۶ء)، ۶۳-۶۸۔

۲۰۔ عتیق اللہ، ''پروین شیر کی شاعری ایک ماحولیاتی مطالعہ''، مشمولہ جدید ادب، شمارہ ۱۸ (دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۱۲ء)، ۳۰۰۔

(پروفیسر عتیق اللہ کا یہ مقالہ ۲۰۰۵ء میں کاروان ادب میں بھی شائع ہو چکا ہے۔)

ان کا ایک اور مضمون تسطیر (۷) اپریل ۲۰۱۹ء میں ''ماحولیاتی ادبی مطالعہ'' کے عنوان سے بھی شائع ہو چکا ہے۔

۲۱۔ مولا بخش، ''ماحولیاتی تنقید: نیا تنقیدی مخاطبہ''، مشمولہ ہمارا ادب (جموں و کشمیر: اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگویجز، ۲۰۱۳ء-۲۰۱۴ء)، ۱۳۳-۱۷۲۔

۲۲۔ مولا بخش، ''مراثی انیس اور ماحولیاتی تنقید''، مشمولہ انیس اور انیس شناس (مرتب)، حسن مثنیٰ (دہلی: حسامی بک ڈپو، ۲۰۱۳ء)، ۱۹۳۔

۲۳۔ ایضاً، ۲۰۴-۲۰۵۔

۲۴۔ ضیاء الحسن، ''اردو ادیبوں کا فطرت سے بدلتا ہوا تعلق: چار صدیوں کے تناظر میں''، مشمولہ بنیاد، جلد ۶ (لاہور: گرمانی مرکز زبان و ادب، ۲۰۱۵ء)، ۳۷۷-۳۹۰۔

۲۵۔ سبین علی، ''اداریہ: ماحولیاتی ادب و تنقید''، مشمولہ دیدبان، شمارہ ۳ (دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۱۶ء)۔

(۲۰۱۶ء میں ہی ''انور مسعود۔ ماخولیات سے ماحولیات تک (میلی میلی دھوپ کے حوالے سے)'' کے عنوان سے ڈاکٹر سعید احمد اور عبد القادر مشتاق کا ایک مقالہ شائع ہوا ہے۔ مقالہ نگار کا کہنا ہے کہ ان کے اس شعری مجموعے میں آلودگی کی چاروں اقسام کے عوامل اور اثرات پر نظمیں موجود ہیں جو شاعر کے ماحولیاتی شعور کا ثبوت دیتی ہیں۔ انھوں نے صرف ماحول سے منسلکہ مسائل کی تشخیص ہی نہیں کی بلکہ مناسب علاج بھی تجویز کیا ہے جن کی مثالیں اشعار کی شکل میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ ان کا یہ مجموعہ اردو شعرا کے سائنسی اور ماحولیاتی شعور کے سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے۔ یہ مقالہ دریافت کے شمارہ ۱۵ میں جنوری ۲۰۱۶ء میں شائع ہوا ہے۔ علاوہ ازیں ''اردو نظم میں ماحولیاتی عناصر'' کے عنوان سے محمد اکبر کا مضمون بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ جس میں مصنف نے ماحول کی مختصر وضاحت کے ساتھ پاک و ہند کے شعرا کی مثالیں پیش کی ہیں جو امیر خسرو، قلی قطب شاہ اور دکنی شعرا کے ذکر سے لے نظیر اکبر آبادی، انجمن پنجاب کے شعرا اور پھر اقبال وغیرہ کے ناموں پر مشتمل ہے۔ چند شعری مثالیں بھی پیش کی گئی ہیں جنھیں ماحولیات کے تناظر میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ مضمون کتاب نما کے شمارہ ۲ جلد ۵۶ میں فروری ۲۰۱۶ء میں شائع ہوا ہے۔)

۲۶۔ شیخ عقیل احمد، ''قدیم ہندوستانی فلسفہ اور کالی داس کی تخلیقات میں ماحولیاتی اشارے''، مشمولہ الماس، شمارہ ۱۹ (خیرپور: شاہ عبد اللطیف یونیورسٹی، ۲۰۱۷ء)، ۷-۲۱۔

۲۷۔ صوفیہ یوسف، ''حجاب کا ناول پاگل خانہ اور ماحولیاتی تنقید''، مشمولہ الماس، شمارہ ۱۹ (خیرپور: شاہ عبد اللطیف یونیورسٹی، ۲۰۱۷ء)، ۹۳۔

۲۸۔ سرور غزالی، ''اردو ادب میں فطری ماحول کے اثرات''، دھنک (لندن) www.dhanaklondon.com، تاریخ ملاحظہ ۱۵ دسمبر ۲۰۱۸ء۔

۲۹۔ ناصر عباس نیر، ''ماحولیاتی تنقید: انتظار حسین کے افسانوں کے تناظر میں''، مشمولہ تحقیق نامہ، جلد ۲۱ (لاہور: شعبہ اردو، جی سی یونیورسٹی، دسمبر ۲۰۱۷ء)، ۱۶-۳۶۔

۳۰۔ احمد سہیل، ''ماحولیاتی ادبی تنقید کا نظریہ اور اردو شاعری''، ۲۶ مئی ۲۰۲۱ء، https://www.mukaalma.com/124357/، (۲۲ مئی ۲۰۲۲ء)۔

۳۱۔ الیاس بابر اعوان، ''تناظر: ایک ماحولیاتی تنقیدی تجزیہ''، مشمولہ سہ ماہی کارواں، جلد ۴۶، شمارہ ۱ (جنوری تا مارچ، ۲۰۱۸ء)، ۱۴-۲۱۔

۳۲۔ آرزو جفت سورین، ''پیشار کمار کے ناول سمندر میں ماحولیات کے مسائل''، مشمولہ الماس، شمارہ ۲۰ (خیرپور: شاہ عبد اللطیف یونیورسٹی، ۲۰۱۸ء)، ۷۳۔

۳۳۔ ذکیہ رانی، ''مولانا الطاف حسین حالی کے تین نکات کا ماحولیاتی تناظر اور انجمن پنجاب کے مناظمے (تجزیاتی مطالعہ)''، مشمولہ زبان و ادب، شمارہ ۲۴ (جنوری-جون، ۲۰۱۹ء)، ۴۹-۵۹۔

۳۴۔ شگفتہ حسین، ''طاہرہ اقبال بہ حیثیت ایکو فیمنسٹ''، مشمولہ جرنل آف ریسرچ، جلد ۳۸، شمارہ ۱ (ملتان: بہاءالدین زکریا یونیورسٹی، جولائی، ۲۰۱۹ء)، ۳۴-۴۶۔

۳۵۔ اورنگزیب نیازی، ''ماحولیاتی تنقید: پس منظر، آغاز اور امتیازات''، ۱۱-۲۵۔

(اورنگزیب نیازی کا مقالہ ''اقبال: فطرت اور انسان پسندی کی آویزش'' بھی دیکھا جا سکتا ہے جو اورینٹل کالج میگزین کی جلد ۹۵، شمارہ ۲ میں ۲۰۲۰ء میں شائع ہوا۔)

۳۶۔ قاسم یعقوب، ''ادب اور فطرت: ماحولیاتی تناظرات''، مشمولہ معیار، جلد ۲۲ (اسلام آباد: بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، جولائی دسمبر ۲۰۱۹ء)، ۲۳۵-۲۴۶۔

(قاسم یعقوب کا ایک اور مقالہ بعنوان "علامہ اقبال کا نظریہ فطرت اور انسان" تصدیق کے جلد ۲، شمارہ ۳ (۲۰۲۱ء) میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔)

۳۷۔ ۱۶ جولائی ۲۰۲۰ء میں یوسف نون کا ایک مضمون ''عبدالباسط بھٹی دے افسانیاں دا ماحولیاتی، سماجی، ثقافتی تے تہذیبی تناظر'' سامنے آیا۔ اس مضمون میں انھوں نے عبدالباسط کے افسانوں کا مطالعہ ماحولیاتی تنقید کی ذیل میں کیا ہے۔ جس میں افسانوں کی مثالیں بھی پیش کی گئی ہیں۔ ''اشولال دی شاعری ماحولیاتی پڑھت'' اگست ۲۰۲۰ء میں سامنے آیا۔ اس کے علاوہ بھی سرائیکی ادب کے حوالے سے ان کے دیگر مضامین بھی ملتے ہیں۔ اردو میں ''فطری ماحول، ماحولیاتی مسائل اور اردو ناول''، ''بہاؤ ایک ماحولیاتی پڑھت'' شامل ہیں۔ اردو کا پہلا مضمون ایک، روزن پر ۱۷ مارچ ۲۰۲۰ء کو شائع ہوا ہے جب کہ دوسرا مقالہ ادبیات کے خصوصی ناول نمبر میں ۲۸۱ سے ۳۰۱ صفحات پر دیکھا جا سکتا ہے۔

۳۸۔ سید کاشف علی شاہ، رخشندہ مراد، ''ماحولیاتی انصاف اور مجید امجد کی شاعری (ماحولیاتی تنقیدی مطالعہ)''، مشمولہ: الماس، جلد ۲، شمارہ ۲۳ (۲۰۲۰ء)، ۶۶-۸۱۔

۳۹۔ خورشید عالم، حماد نذیر، "The Politics of Environmentalism: An Ecological Study of *Twilight in Delhi*"، مشمولہ بازیافت، جلد ۳۲، شمارہ ۱ (۲۰۱۸ء)، ۱۵-۲۵۔

۴۰۔ اورنگزیب نیازی، ''ادب کی ماحولیاتی شعریات اور اردو افسانہ''، مشمولہ: تاریخ ادب اردو، جلد ۳، شمارہ ۱ (س ن)، ۸-۱۷۔

۴۱۔ اورنگزیب نیازی، ''مجید امجد کی نظمیں: ایک ماحولیاتی تنقیدی مطالعہ''، ۲۳ جون ۲۰۲۱ء۔ دیکھیے:

https://balagh18.com/-تجزیے/5 (۲۷ مئی ۲۰۲۲ء)۔

۴۲۔ نورین رزاق، محمد کیومرثی، ''پاکستانی خواتین ناول نگاروں کے ہاں فطرت ماحول اور ماحولیاتی مسائل کی عکاسی''، مشمولہ الحمد، شمارہ ۱۵ (جنوری-جون ۲۰۲۱ء)، ۱۱-۲۶۔

۴۳۔ محمد اشرف، فرزانہ کوکب، "Ecocriticism in Pakistan: Research analysis"، مشمولہ *Journal of languages, Culture and Civilization*، جلد ۳، شمارہ ۳ (ستمبر ۲۰۲۱ء)، ۲۱۹-۲۲۵۔

(محمد اشرف اور فرزانہ کوکب کا ایک اور مشترکہ مقالہ ''فطرت انسانی، ماحولیات اور تخلیقی ادب: ایک مطالعہ'' کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ جس میں فطرت اور انسانی ماحول کی جڑت کے ماحولیاتی یا تخلیقی ادب پر اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس مقالے کی بنیادی سرخیوں میں ماحول سے انسان کا تعلق، ماحولیاتی تخلیق و تنقید اور انسانی ماحولیات کا فطری نظام سے تعلق شامل ہیں۔ یہ مقالہ تحقیقی مجلہ متن کی جلد ۱، شمارہ ۲ میں دسمبر ۲۰۲۰ء میں شائع ہوا۔)

۴۴۔ توصیف بریلوی کا پہلا مقالہ ''جندر: فن، تجربہ، نفسیات، تہذیبی زوال اور تصور موت کا مرقع (ماحولیاتی فکر اور مصنوعی و قدرتی وسائل سے پیدا شدہ تضادات کے تناظر میں)'' مکالمہ ۵۳ کے شمارے میں اکتوبر-دسمبر ۲۰۲۰ء میں شائع ہوا۔ اس مقالے کا ایک حصہ قدرتی وسائل، انسانوں کے کھیتی باڑی سے گہرے رشتے، حشرات الارض، پیڑ، پودے، پانی اور مشینوں کی انسانی زندگی میں مداخلت کے حوالے سے اقتباسات اور وضاحت پر مشتمل ہے۔ ان کا دوسرا مضمون ''ناول قبض زماں: ایک ماحولیاتی قرات'' ماہنامہ اردو دنیا فروری ۲۰۲۱ء میں شائع ہوا۔ جو شمس الرحمان فاروقی کے ناول کی ماحولیاتی تفہیم پیش کرتا ہے۔ حال ہی میں ان کا ایک اور مقالہ (۲۰۲۲ء) میں فکر و تحقیق (نئی دہلی) میں ''سید رفیق حسین کے افسانوں کا ماحولیاتی مطالعہ'' کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ جس میں خصوصی طور پر ان کے مجموعے آئینہ حیرت کے افسانوں کو شامل کیا گیا ہے۔

۴۵۔ شازیہ رزاق کا مقالہ ''اردو ادب پر ماحولیاتی علوم کے اثرات'' کے عنوان سے ماخذ کے شمارہ ۱ جلد ۲ میں مارچ ۲۰۲۱ء میں شائع ہوا۔ اس مقالے میں انگریزی کے

اقتباسات سے ماحولیاتی تنقید کے نظریے کی وضاحت کی گئی ہے اور اردو کے شعری و نثری سرمائے سے ماحولیاتی مثالیں پیش کی گئی ہیں۔ اسی شمارے کا ایک اور مقالہ ”اردو افسانوں پر ماحولیات کے اثرات کا تحقیقی جائزہ“ کے عنوان سے سمیرا بشیر، ثمرینہ لیاقت اور شمع عاقل کی باہمی شراکت سے لکھا گیا ہے۔ اس مقالے میں ماحول و ماحولیات کے معنی و وضاحت کے ساتھ ماحولیاتی عوامل کی انسانی زندگی میں اہمیت بیان کی گئی ہے۔ بعد ازاں ان مثالوں کو شامل کیا گیا ہے جو موسموں کی شدت، قحط زدہ زمین اور ایٹمی دھماکوں کے انسان کے معاشی مسائل اور ہیروشیما ناگاساکی کی تباہی پر مشتمل ہیں۔ افسانہ نگاروں میں احمد ندیم قاسمی، راجندر سنگھ بیدی، کرشن چندر، پریم چند، زاہدہ حنا، فردوس حیدر کے افسانوں سے مثالیں بھی شامل مقالہ کی گئی ہیں۔ ماخذ کے شمارہ ۴ میں اسی موضوع کی مناسبت سے ایک اور مقالہ محمد عرفان حیدر، سید ازور عباس، حسن محمود کی شراکت سے ”ترجمہ کاری کا ماحولیاتی پیراڈائم: بنیادی تعلقات“ کے عنوان سے لکھا گیا ہے۔ یہ مقالہ دیگر مقالوں سے انفرادیت کا حامل ہے۔ اس مقالے میں ترجمے کے حوالے سے ماحولیاتی پیراڈائم کے بنیادی نظریات کو پیش کیا گیا ہے۔ یہ مقالہ اکتوبر–دسمبر ۲۰۲۱ء میں شائع ہوا۔

۴۶۔ نسترن احسن فتیحی، ایکوفیمنزم اور عصری تانیثی اردو افسانہ (دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۱۶ء)۔

۴۷۔ اورنگزیب نیازی، ماحولیاتی تنقید: نظریہ و عمل (منتخب مضامین) (لاہور: اردو سائنس بورڈ، ۲۰۱۹ء)، ۳۰۔

Bibliography

Akhtar Aziz, Wahab. *Dictionary of Science*. Lahore: Azher Publishers.

Alam, Kursheed and Nazeer, Hammad. “The Politics of Environmentalism: An Ecological Study of *Twilight in Dehli*”. In *Bāzīyāft* 32, no. 1. 2018.

Ali Shah, Syed Kashif and Murad, Rakhshanda. “Māholīyātī Inṣāf aur Majīd Āmjad ki shā‘ri (Māholīyātī Tanqīdi Muṯal‘eh)”. In *Ālmās* 23. no. 2. 2020.

Ali, Sabeen. “Idārīah; Māholīyātī Adāb aur Tanqīd”. In *Dīdbān* 3. 2016.

Aqeel Ahmed, Shaikh. “Qadīm Hindustāni Falsfah aur Kāli Dās Ki Takhlīqāt Mēṅ Māholīyātī Ishārē”. In *Ālmās* 19. 2017.

Ashraf, Muhammad and Kokab, Farzana. “Ecocriticism in Pakistan: Research Analysis”. In *Journal of Languages, Culture and Civilization* 3, no 3. September 2021.

Babar, Ilyas. “Tanāẑur Āik Māholīyātī Tanqīdi Tajẓiyah”. In *Seh Māhī Kārvāṅ* 1, no. 46. Jan-Mar 2018.

Bakhsh, Mola. “Māholīyātī Tanqīd: Nayā Tanqīdi Mukhāṭbah”. In *Hamāra Ādab*. 2013-14.

Bakhsh, Mola. “Maraṡi-i Ānīs aur Māholīyātī Tanqīd”. In *Ānīs aur Ānīs Shanās*. Delhi: Hisami Book Depot, 2013.

Chapman, J. L. and Reyaes, M. J. *Ecology, Principles and Applications*. Cambridge: University Press, 2000.

Chuft Surain, Arzoo. “Yashār Kumār ke Nāvel Sumandar mēṅ Māholīyāt ke Masā’l”. In *Ālmās* 20. 2018.

Fatehi, Nastran Ehsan. *Āīkofiminiẓm aur A‘ṣari Tānīṡi Ūrdu Āfsānah*. Delhi: Educationl Publishing House, 2016.

Ghazali, Sarwer. “Ūrdu Adāb mēṅ Fiṯri Māhol kē Āṡrāt,” http//dhanaklondon.com. Accessed December 15, 2018.

Gladwin, Derek. “Ecocriticism,” https://bit.ly/3wRj2OG. Accessed May 27, 2022.

Glotfelty, Cheryll. “Literary Studies in Age of Environmental Crisis”. In *The Ecocriticism Reader* London: Georgia Press, 1996.

Hali, Altaf Hussain. *Mūqadmā-i Shēr-o-Sha‘ri*. Lahore: Zahid Basheer Printers, 2001.

Hassan, Zafar. *Sar Sayād Aur Ḥālī kā Naẑriyh-i fiṯrat*. Lahore: Idara Saqafat-e-Islamia, 2003.

Haworth, William. “Some Principles of Ecocritisim”. In *The Ecocentricism Reader*. London: Georgia

Press, 1996. ,
Hussain, Shagufta. "Ṯāhirā Iqbāl baheŝīat Ecofeminist". In *Journal of Research* 38, no. 1. July 2019.
Jalibi, Jameel. "*Qaumī Angrēẓi Ūrdu Lūghat*" Islamabad: Muqtadra Qaumi Zuban, 1994.
Nayyar, Nasir Abbas. "Māholīyātī Tanqīd: Intežār Husain ke Āfsanoṅ ke Tnāzur mēṅ". In *Teḥqīq Nāmah* 21, no. 1. December 2017.
Niazi, Aurangzeb. "Adāb ki Māholīyātī She'rīat aur Ūrdu Āfsānah". In *Tārīkh-i Adāb-i Ūrdu* 3. no. 1.
Niazi, Aurangzeb. "Māholīyātī Tanqīd: Pas-i Manẑar, Āghāz Aur Imtīyaẓāt". In *Bunyād* 10. Lahore: Gurmani Centre for Languages and Literature (2018).
Niazi, Aurangzeb. "Majīd Āmjad ki Naẑmēṅ: Āīk Māholīyāti Tanqīdi Muṯāli'h." June 23, 2021. https://balagh18.com/-تجزیے5/ . Accessed May 27, 2022.
Niazi, Aurangzeb. *Māholīyātī Tanqīd: Naẑriyh-o-'mal*. Lahore: Urdu Science Board, 2019.
Qasmi, Naheed. *Jadīd Ūrdu Sha'ri Mēṅ Fiṯrat Nigāri*. Karachi: Anjuman-i Taraq-i Urdu Pakistan, 2002.
Raber, Karen. "Recent Ecocritical Studies of English Renaissance Literature," February 26, 2007. https://onlinelibrary.wiley.com.
Rana, S.V.S. *Essentials of Ecology and Environmental Science*. New Dehli: J. Prints Back (Pvt.) Ltd., 2009.
Rani, Zakia. "Maulānā Āltāf Ḥusain Ḥālī kē Tīn Nukāt kā Māholīyātī Tanāẑur aur Ānjuman-i Punjāb kē Munāzmy (Tajẓīatī Muṯāli'h)". In *Zubān-o-Ādab* 24. Jan - Jun 2019
Razak, Noreen and Mohammad Kioumarsi. "Pākistānī khavātīn Nāvel Nigāroṅ kē Hāṅ Fiṯrāti Māhaul Aur Māholīyāti Masā'l ki 'kāsi". In *Ālhamd* 15. Jan - Jun 2021.
Rizvi, Rubab. "Insān aur Māhūl: Āīk Jughrāfiya'ī Muṯāli'h". In *Qaumī Zubān* 57, no. 8. June 1986.
Sandailvi, Salam. *Ūrdu Sha'ri Mēṅ Manẑar Nigāri*. Lakhnou: Naseem Book Depot, 1968.
Sohail, Ahmed. "Māholīyātī Ādabī Tanqīd kā Naẑriyah Aur Ūrdu Shā'ri." May 26, 2021. https://www. mukaalma.com/124357/. Accessed May 22, 2022.
Subrahmanyam, N. S. and Sabamorti A.V. *Ecology*. New Delhi: Narosa Publishing House, 2006.
Yaqoob, Qasim. "Ādab aur Fiṯrāt: Māholīyātī Tanāẑurāt". In *Ma'yār* 22. Jul - Aug 2019-
Yousaf, Sophia. "Hijāb kā Nāvel Pāgal khānah aur Māholīyātī Tanqīd". In *Ālmās* 19. 2017.